رجسٹرڈ ایل نمبر 706

نور

اخبار

اللہ النور و قادیان دارالامان

بابت یکم جون سنہ ۱۹۱۱ء

جلد ۲ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار ردوان | نمبر ۱۷

ضوابط

(۱) یہ پرچہ ہر مہینے میں دو دفعہ شایع ہوتا ہے (۲) عام قیمت سالانہ یہ شش ماہی عہ واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ پیشگی (۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسی حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ کی فہرست میں درج ہوں گے۔"

مقاصد

اسلام کی خوبیوں اور اسکے برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا (۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا (۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلایل عقلی و نقلی دور کرنا (۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں بانوانانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا۔"

KHILAFAT LIBRARY

آریہ دھرم کا فوٹو

پانچسو روپیہ کی انعامی کتاب

آجکل بعض جوشیلے نوجوان آریہ جس کثرت سے "آریہ دھرم آریہ دھرم" کی پکار مچا کر غیر مذاہب کے منہ آرہے ہیں وہ مذہبی طبقہ سے پوشیدہ نہیں مگر ان جوشیلے نوجوانوں میں پانچ فیصدی بھی ان کتب اور اصول سے واقف نہیں ہوتے ان بیچاروں کے حق میں بعینہ یہ مثل صادق آتی ہے کہ "دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ" اسی تعلیم کے ازالہ کیلئے ہم نے

"آریہ دھرم کا فوٹو"

نامی کتاب لکھی ہے جسمیں "ستیارتھ پرکاش" "بھے دیو بھاشیہ" "سنسکار بدھی" رگ وید بھکا وغیرہ وغیرہ آریہ کے مستند گرنتھوں کے حوالوں سے آریہ دھرم کا ہو بہو فوٹو کھینچکر دکھلایا گیا ہے اور اخیر پر اسلام اور آریہ دھرم کے عقاید کا قطعی منصف مزاجی سے مقابلہ اور موازنہ کیا گیا ہے اور اتنائے تقریر میں کہیں بھی سخت کلامی سے کام نہیں لیا گیا، کیونکہ مذہب صلح کیلئے ہے نہ جھگڑوں کیواسطے یہ کتاب ایسے اصول اور ترتیب سے لکھی گئی ہے کہ ایک پانچویں جماعت کا لڑکا بھی لیکر بیٹھے تو ختم کئے بغیر چین نہ آوے اور آریہ دھرم اور اسکے بانی کا ہو بہو فوٹو اس کی آنکھوں کے سامنے کھچ جائے اور پھر اس میں حوالے بھی ایسے بردست اور مستند کتابوں سے دیئے گئے ہیں کہ اگر کوئی دوست ایک حوالہ کا بھی رد کردے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ پانچسو روپیہ اسکی جھولی بھرنے کو تیار ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کو خرید کر عام پبلک میں عموماً اور آریہ صاحبان میں خصوصاً کثرت سے مفت تقسیم کریں۔ جسقدر اس کتاب کی زیادہ اشاعت ہوگی انشاء اللہ ارواح کو روحانی فائدہ پہنچیگا ۱۳۲ صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اعلےٰ۔ قیمت صرف ۶ر اکٹھی خرید کر مفت تقسیم کرنیوالوں کو خاص رعایت

(ملنے کا پتہ :۔ مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے قادیان سے شایع ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا نظارہ

نمبر ۵

KHILAFAT LIBRARY

اس سے کوئی مورخ انکار نہیں کرسکتا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلی ہر ایک ملک میں ہیڑا دیپڑمائی اور دھند وکارہ مچا ہوا تھا یہود نے عشریوں اور رومیوں اور یونانیوں کے متواتر حملوں سے بھاگ کر عرب میں آکر اپنا سر چھپایا۔ مگر افسوس کہ وہ دین کے ساتھ شدید نفاق کھٹا پٹی اور ناقہ چاتی کی سپرٹ کو بھی لیتے آئے۔ اور یہی سپرٹ شاید ان کے مصائب و آلام کا باعث ہوئی عیسائی فرقوں میں سے فرقہ نسطوریہ اور فرقہ یعقوبیہ نے بھی عرب میں بستیاں بسائی تھیں ان دونوں فرقوں میں عرب کی حکومت کیلئے ایسی سخت عداوت پیدا ہوگئی تھی۔ جس سے اس ملک کے نہایت سرسبز و شاداب صوبوں میں بڑی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اور ملک میں اس قدر اودھم مچا کہ ہر ایک کو نفسانفسی اور آپا دھاپی پڑ گئی۔ مجوس اور صابئین بھی عرب میں موجود تھے علے الخصوص قبیلہ بنی حمیر میں۔ مگر اکثر قبایل عرب بت پرستی کی قبیح ترین رسم کی پرستش میں آلودہ تھے بیشک اس وقت ہندوستان میں بھی ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ مگر بت پرستی کی جو ہیئت اہل عرب نے اختیار کر رکھی تھی وہ اپنے آپ میں سب سے زیادہ قباحت اور جہالت کی رنگت رکھتی تھی۔ اہل ہند تو کسی تصور کردہ دیوتا کی مورتی بنا کر اس پر پھول بتاشے چڑھا کر اس کے آگے اپنا ماتھا رگڑتے تھے۔ مگر اہل عرب اونٹ۔ گیدڑ۔ ہرن۔ بیل۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ تک کی پرستش کرتے تھے۔ اور اس سے اتر کر مکی۔ اور جوار کے پودوں تک کی پوجا ہوتی تھی نا صرف انکی ہی بلکہ کھجور کے درخت اور آگھڑ پتھر تک کے آگے اپنی پیشانی رگڑا کرتے تھے۔ غرضیکہ اہل عرب بت پرستی کے جال میں ایسے بیطرح جکڑے ہوئے تھے کہ ادنیٰ اور غیر ذی روح اور غیر حس اشیاء ان لوگوں کی معبود تھیں۔ ایسے پراشوب اور دھندوکارہ کے وقت میں خال خال باری تعالےٰ کے وجود کے بھی قایل پائے جاتے تھے۔ مگر وہ بھی بطور رسمی اور چند وجود باری کے معتقد تھے۔ جنہوں نے بت پرستی کے بندھن سے بچکر ایک قسم کی حکیمانہ دہریت اختیار کرلی تھی۔ جس میں کم و بیش اون کے قرب و جوار کے صابئین اور یہود اور نصاریٰ کے خیالات باطلہ کا اختلاط پایا جاتا تھا۔ جو کہ دینی اور دنیوی دونوں پہلوؤں پر غالب تھا۔ ایسے کرخت اور جہالت کے عہد میں جبکہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا بے باکی اور سفاکی سے خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ کمزوروں کا واویلا۔ غریبوں کی آہ و بکا یتیموں کی آہ و زاری بیوؤں کی بے قراری۔ اور مظلوموں کی بلبلاہٹ ایک نجات دھندہ کے ظہور کی منتظر تھی۔ جس کے ظہور کے ساتھ ہی وہ جھگڑے سفاکی۔ خونریزی۔ آہ و بکا بلبلاہٹ کا خاتمہ سمجھتے تھے۔ چونکہ انہیں دکھ پر دکھ مصائب پر مصائب۔ اکراہ پر اکراہ سہتے ہوئے دیر ہوگئی تھی۔ اسی لئے انہیں اپنے دلمیں یقین کلی تھا کہ وہ ہادی برحق ضرور اور جلد ظہور فرمائیگا۔

یہ امر اس وقت بالکل خارج از بحث ہے کہ آیا بت پرستی کا رواج عرب میں قدیم زمانہ سے تھا یا اخیر زمانہ میں ہوا۔ مگر کوئی خواہ موافق ہو یا مخالف اس امر سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے قبایل عرب میں بت پرستی نے نہایت مضبوط جڑ پکڑ لی تھی۔ جسکے اکھاڑنے کیلئے کسی زبردست طاقت کی ضرورت تھی:۔

اکثر بتوں پر آدمیوں کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں ہر قبیلہ کے خاص خاص بت اور خاص خاص مندر یا شیوالے تھے۔ اور مختلف مندروں کے پیروؤں اور پوجاریوں میں آئے دن خونریزی کا بازار گرم رہتا تھا۔ مگر کعبہ شریف کی عظمت سب کے نزدیک مسلم تھی مکاسن پر رسول صاحب کی تاریخ عرب جلد اول صفحہ ۲۶۹ - ۲۷۰ - میں لکھا ہے کہ کعبہ شریف کی عظمت اس قدر لوگوں کے دلوں میں جاگزین تھی۔ وہاں آکر نذریں چڑھاتے تھے۔ اس معبد کی تولیت پر قبایل عرب اپنی جان تک دیدینا تخمہ برابر سمجھتے تھے۔ کیونکہ عرب کی نظروں میں اس کے متولیوں کو نہایت معزز خدمات اور اختیارات حاصل رہتے تھے۔ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت آپ ہی کے خاندان سے کعبہ شریف کی تولیت متعلق تھی۔ اور آپ کی جد امجد معظم و محترم رئیس اس خدا پرستوں کی سلطنت کے تھے جو کعبہ کے گرد و پیش قایم تھی۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کی مذہبی اور اخلاقی حالت حد درجہ سے زیادہ گری ہوئی تھی۔ اہل عرب کے وہ اشعار جنکو وہ فخریہ پڑھا کرتے تھے اس عہد کے خوفناک اور بھیانک نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں۔ عام طور پر غریب سے غریب دن میں کم از کم پانچ دفعہ شراب پیتا تھا۔ اور دولتمند تو ہر وقت شراب میں سرشار اور مخمور رہتے تھے:۔

شہوت کا یہ حال تھا کہ عورتوں کیلئے پردہ بالکل نہ تھا۔ وہاں بھی دام مارگی مت کی لہر نہایت زور سے ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔ ماں بھین سے شادی کرلینا اُن لوگوں کے نزدیک پاپ نہ تھا۔ مشاعرہ کے موقعہ پر مرد اور عورتیں اکٹھی جمع ہوتی تھیں۔ اور باری باری غزلیں اور اشعار پڑھا کرتے تھے۔ پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ کے بعد شراب کا دور چلا کرتا تھا۔ مگر عرب کے وام مارگ مت اور ہندوستان کے وام مارگ مت میں فرق تھا تو صرف یہ کہ اہل ہند اپنے اس عقیدہ کی سند ویدوں سے لاتے تھے۔ مگر عرب کے لوگ جہالت کے باعث ایسی دگت اور درد شا کو پہونچگئے تھے:۔

اور غضب کی یہ کیفیت تھی کہ ابن العم یعنے چچازاد بھائی کا لفظ دشمن کی جگہ استعمال ہوتا تھا۔ خدا کی ہستی سے بالکل انکار تھا۔ اور کسی قانون کے ماتحت نہ تھے لڑائی اور جھگڑا فساد انکی سرشت میں ایسا رچ گیا تھا گویا کہ وہ انکی طبیعت ثانیہ ہو گیا تھا۔ باوجودیکہ ان ایام میں تلوار اور تیر و تفنگ کی قیمت نہایت ہی گراں تھی مگر اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالکر بھی لڑائی کیلئے اسلحہ ہیلے کئے جاتے تھے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر قبائل کے قبائل کٹ مرتے تھے۔ اور نت نئے سورج نئے نئے فتنہ و فساد ات بپا رہتے تھے :۔

بت پرستی کا یہ حال تھا کہ خاص مکہ معظمہ میں ۳۶۵ بت تھے۔ جنکی پرستش کو وہ لوگ اپنا پرم دھرم سمجھتے تھے :۔

پس عرب کے اخلاق اور مذہب کا یہ حال تھا، نہ مذہب عیسوی اور نہ موسوی دین ان کو مرتبہ انسانیت میں اوج و رفعت بخش سکا۔ چنانچہ ہیور صاحب فرماتے ہیں کہ "عیسائیوں نے عرب کو پانچسو برس تعلیم و تلقین کی اسپر بھی کوئی اکا دکا عیسائی کہیں کہیں نظر آتا تھا یعنی بنی حارث نجران میں اور بنی حنیف یمامہ میں اور کچھ بنی طے تیمہ میں کہیں اکا دکا عیسائی نظر پڑ جاتا تھا اور بس۔ مذہب عیسائی سے دین موسوی بمراتب زیادہ عرب میں قوت رکھتا تھا۔ اور یہ دین اپنے پیشوا ذو نواس کی بدولت سے کبھی کبھی لوگوں کو یہودی بنانے کی جدو جہد کرتا رہتا تھا۔ مگر اس سے وہ قوت جسے جذبہ گیان یا روحانی کشش اور قوت کہنا چاہیئے۔

زایل ہو چکی تھی بالآخر عرب کو من حیث المذہب دیکھئے تو اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف قوت بھی کبھی کبھی بڑی شدت سے طغیانی کرتی نظر آتی ہے۔ مگر بت پرستی اور بنی اسمٰعیل کے سخیف اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آکر ٹکراتا تھا۔ جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جو دین اور جو طریقہ عبادت مکہ میں جاری تھا اس کی جڑیں پاتال تک پہونچ چکی تھیں :۔

عرب کی ملکی حالت یہ تھی کہ سب قبایل میں باہم اس قدر حسد اور نفاق تھا۔ اور اختلاف قوم۔ اور تخالف مذہب کیوجہ سے ایک دوسرے کے ایسے عدو جان ہو رہے تھے۔ اسی باہمی خصومت اور نا قہ جاتی کے باعث اہل حبش اور اہل بابل اور یونانیوں اور رومیوں۔ اور فارسیوں نے مختلف صوبجات شمال و مشرق اور اضلاع جنوبی و مغربی پر قبضہ کر لیا تھا اور اہل حبش نے تو یہانتک کیا تھا کہ حجاز پر حملہ کر کے چاہا تھا کہ قومی معبدہ کو خاک میں ملا دیں۔ مگر عبد المطلب کی جوانمردی اور حب الوطن سے افواج حبش کو مکہ کے سامنے شکست ہوئی۔ جب بیس برس اہل حبش نے خوب ظلم و تعدی کر لی تب یمن کے ایک مشہور رئیس سیف ابن ذویزن نے بادشاہ فارس کی اعانت سے انکو اپنے ملک سے نکالدیا۔ جب اس رئیس یمن کو عیسائیوں نے مار ڈالا تو یمن کی حکومت جو اس نے نوشیرواں عادل کی ماتحتی میں کی تھی فارسیوں کے ہاتھ لگی۔ اور یمن ایک صوبہ سلطنت فارس کا ہو گیا :۔

یوں تو بادشاہان قسطنطنیہ و طاصنوں عرب کے مختلف صوبجات پر براہ راست حکمرانی کرتے تھے۔ لیکن علاوہ اسکے وہ بہت بڑے رئیس قبایل عرب کے یعنی امیر قبیلہ غسان اور امیر قبیلہ حرّہ بھی قیصر روم اور خسرو ایران کے مطیع و فرماں بردار تھے۔

تلسی دیوی کی مہما

بھگت الیشر داس بی۔ ایم۔ اے۔ جو تقریباً ۳۰ سال تک آریہ سماج کے پرسدہ لیڈر رہ چکے ہیں۔ پنجاب ہندو سبھا کے تیسرے سالانہ جلسہ پر آپ نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے تلسی کے پودا کی اصلی غرض کو بھولکر اور اس کو ایک توہم سمجھ کر گھر سے نکالدیا۔ اور آج ہم بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ تلسی کا پودا جب لوگ گھروں میں رکھتے تھے تو بہت سی بیماریاں ان کے گھروں میں نا آنے پاتی تھیں ..... میرے دل میں تلسی کی ماہیت اس سنسکار کو دیکھکر پیدا ہوئی ہے جو لالہ نرائن داس جی نے کیا۔ اور میں لالہ نرائن داس کا مشکور ہوں :۔

تلسی اور سالگرام کی شادی بطور ایک قومی تیوہار کے سمجھنی چاہیئے اگر ہم اسے بطور یادگار کے قایم نہ رکھیں گے تو گویا ایک قومی تیوہار کو اپنے ہاں سے مٹا دیں گے۔ اس لئے تلسی اور سالگرام کی شادی بطور ایک تیوہار کے ہے۔ جسکو میں ہندوؤں کیلئے ایک بڑا اچھا اور پاک تیوہار سمجھتا ہوں"۔ یہ ہے تلسی اور سالگرام کے متعلق ایک پرسدہ آریہ لیڈر کی رائے۔ اب ہمیں بہت جلد اس امر کی امید رکھنی چاہیئے۔ جبکہ بھگت صاحب لہٹا کر پوجا اور شولنگ کی نسبت بھی سناتن کی اعلےٰ تھیوری ظاہر کریں گے۔

کہاں یہ دعوےٰ کہ آریہ دھرم کیول ایشور کی پوجا کا دم بھرتا ہے۔ اور کہاں یہ تلسی اور سالگرام والی پوج کہانی کی حمیت

ویدسب دوؤں کا بھنڈار ہے

پرکاش کا ایک نامہ نگار ایک وید منتر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ اس منتر میں ویدک ایشور نے ریڈیم دھات کا پتہ دیا ہے۔ اور انگریزوں نے جو آج اسقدر مدت کے بعد ریڈیم دھات کو معلوم کیا ہے۔ مگر ویدک ایشور نے آدسرشٹی میں ہی ہمیں اس سے آگاہ کر دیا تھا"۔

خوب! کیسی مزیدار بات ہے۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ ویدک ایشور اس وقت کسی چیز کا پتہ بتلاتا ہے۔ جبکہ اس کی دریافت کا کریڈیٹ دوسرے حاصل کر چکتے ہیں۔ یہ تنگ دلی ایشور کی کرپا اور دیا سے ضرور بعید ہے۔

خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور دیں اور یہ نمبر کور ۸۰۰۶ - اخبار کا نمبر ڈاکخانہ ہے تاکہ خریدار کا

KHILAFAT LIBRARY

خالصہ سیوک اور جہنگ سیال

افسوس یہاں جہنگ سیال۔ جہاں ایکطرف اپنی گوہر افشانی سے مسلمانوں کے دلوں کو دکھا رہا ہے۔ دوسری طرف وہ اپنے زعم میں جنہیں اپنا کہتا ہے یعنے سکھ صاحبان بھی اس مہربان سے سخت دکھی اور حد سے زیادہ شاکی ہیں:۔

چنانچہ خالصہ سیوک جہنگ سیال کی نسبت لکھتا ہے۔

جہنگ سیال کا ایڈیٹر پہلے خود اپنی قلم سے سکھوں کے دلوں کو مجروح کیا کرتا تھا۔ مگر جبکہ سکھوں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ملنا شروع ہو گیا ہے تب سے اس نے ایک نئی چال شروع کر دی ہے وہ یہ کہ بعض بدنام کنندہ نیکو نامے چند مخص برائے نام سکھ یا یہ الفاظ دیگر سکھوں کے پھنسانیکے لئے "بلا رے" پیدا کر لئے ہیں۔ اور انکیطرف سے سکھوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر ہمیشہ جہنگ سیال کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اب سکھ ایسے بھولے نہیں رہے جو آریہ اخبارات میں سکھ نامہ نگار کا مضمون دیکھکر پھسل جائیں" خیر خواہ پھسلیں یا نہ پھسلیں بہر حال آریہ دوستوں کی چالیں ہیں۔ قابل ستائش۔ کہیں تو یہ مہربان باہمی سکھوں کو سکھوں کیساتھ لڑانے میں مشغول ہیں۔ اور کہیں یہ سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ لڑانیکے لئے برانگیختہ کر رہے ہیں ؎

"ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند"

آریہ سماج کی گاڑی کا پہیہ کس طرف کو جا رہا ہے!

سیالکوٹ کا سیالکوٹ پیپر لکھتا ہے۔ کہ پنڈت لوک ناتھ آریہ اوپدیشک نے دوران لیکچر سری گورو نانک دیوجی مہاراج کی شان کے برخلاف نہایت ناواجب اور ناشائستہ کلمات استعمال کئے جنکا یہاں درج کرنا ہم خلاف تہذیب سمجھتے ہیں اور اگر پولیس کا انتظام خاطر خواہ نہ ہوتا۔ تو سخت فساد ہونیکا احتمال تھا" آگے چلکر پھر یہی اخبار لکھتا ہے کہ آریہ سماج کی اس ناواجب کارروائی سے تمام ہندو کمیونٹی میں آریہ سماج کے برخلاف ناراضگی پھیل گئی" افسوس آریہ سماج کی بے باکی دن بدن زیادہ سے زیادہ بھیانک صورت اختیار کئے جا رہی ہے۔ اگر ابھی سے اسکی روک تھام نہ کیگئی تو کچھ عرصہ کے بعد یہ دیدہ دلیری اپنا رنگ لائے بغیر نہ رہے گی!+

اب پرکاش کی پرخاش کو کیا ہوا؟

جب مسلمانوں نے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالےٰ کے ایک پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں اور ایک اعلےٰ درجہ کے متقی مومن ہونیکے ساتھ ولی اللہ تھے۔ تو اس وقت یہاں پرکاش نے مصنوعی حمایت کا دم بھرتے ہوئے زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے تھے۔ کہ دیکھو مسلمان بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان ظاہر کر کے ان کی ہتک کر رہے ہیں مگر اب جبکہ اس کے لگے سگوں نے سیالکوٹ میں بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسے متقی انسان کی شان میں سخت ترین ہتک آمیز اور افحش ترین سخت کلامی سے کام لیا تو کیا مجال کہ میاں پرکاش ذرا اُف سے مس کرے ہو جاوے۔ اسی ایک مثال سے ہی صاف ظاہر ہے کہ میاں پرکاش کی وہ ہمدردی حقیقی ہمدردی تھی یا مصنوعی۔ شکر ہے کہ اب سکھ صاحبان بھی ان یاران مطلب کی چالوں سے واقف ہوئے جا رہے ہیں ورنہ یہ اپنی طرف سے اور ہم مچا نہیں کچھ دریغ نہیں کرتے

خالصہ سیوک کا سیوک بھاؤ

خالصہ سیوک" بعض اوقات اپنے جوش میں اسقدر بے قابو ہو جاتا ہے کہ بے چارہ اصلیت اور واقعات حقہ سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ اسوقت جو سکھوں اور ہمارے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ گورو مہاراج ایک اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور مومن بندے تھے اور ہمارے دلیں

اسقدر عزت ہے کہ جب ہم یہ سنتے ہیں کہ آریہ سماج کیطرف سے باوا جی پر یہ یہ حملے ہو رہے ہیں۔ تو ہمارے جوش کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مگر دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان نہ تھے۔ امن کی راہ یہی ہے کہ آپ ہمارے دلایل دھیرج سے سنیں اور ہم آپ کے دلایل نہایت محبت اور پریم سے سننے کیلئے تیار ہیں۔ ہمارے دلایل سنیں اور اپنے دلایل سنائیں۔ مگر شانتی کیساتھ۔ اور اگر آپ میں یہ تاب نہیں تو یہ کہاں کی شرافت ہے کہ ہم یا آپ ایک یا دوسری وجہ کو مدنظر رکھکر مخالف کی ذاتی اور شخصی حملے شروع کر دیں۔ ۱۰ مئی کے پرچہ میں آپنے ۹ صفحہ پر ایڈیٹر نور اور اخویم ماسٹر عبدالرحمن صاحب پر ذاتی حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جو ایک بہادر کی شان سے بعید ہے۔ جو کچھ آپ نے ازراہ نوازش ایڈیٹر نور کے متعلق لکھا ہے میں اسے خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔ مگر جو آپ نے اخویم ماسٹر عبدالرحمن کے متعلق لکھا ہے۔ اسکا ازالہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ نے لکھا ہے ماسٹر عبدالرحمن "پیسہ پیسہ کی سرمہ کی پوڑیاں بیچکر اپنا گذارہ کرتا ہے" ہم لوگ سرمہ بیچنے کو عار نہیں سمجھتے۔ مگر اسوقت آپکا یہ دعوےٰ قطعی جھوٹ پر مبنی ہے۔ اخویم ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ سینیر ٹرینڈ ہیں۔ یہاں مدرسہ میں معقول تنخواہ لیتے ہیں۔ اگر باہر ملازمت کرنا چاہیں تو چالیس ساٹھ کی ملازمت نہایت آسانی سے مل سکتی ہے۔ افسوس خالصہ جی آپ نے اس تحقیقات میں قطعی سکھاں شاہی سے کام لیا ہے۔

ریویوس۔ مزر شیعہ کے خط کا جواب:۔ یہ وہی خط ہے جو حضرت مجدد الوقت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کیطرف سے ایک شیعہ کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا اس خط میں اعلےٰ درجہ کے حقایق اور معارف درج کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے یہ خط دفاہ عام کیلئے شایع کرایا گیا ہے جو ۔ کا ممکن بیکھ محمد صدیق احمدی رحمنل بازار

+ طوطی ہر شعبہ سے شکر ہی شکر ہی کھاتا ہے

بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا!

اس وقت ہندوستان گوناگوں مذہبوں کی منڈی بنا ہوا ہے۔ مگر نصرت کا سہرہ اس کے سر پر لہرائیگا۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرے گا۔ افسوس آجکل جبکہ ہم مذہبی سوسائیٹیوں کی طرف دیکھتے ہیں جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے۔ تو ہم اسوقت سخت حیران ہوتے ہیں۔ جدھر دیکھتے ہیں پاتے ہیں کہ وہ دین کو پیچھے چھوڑ کر دنیا کے پیچھے دوڑ تگ دو کر رہے ہیں۔ اگر ہم ایک مذہبی سوسائٹی کا دینیات کا سکول دیکھیں۔ اور پھر اسی سوسائٹی کے رواجی مدرسہ کی ہتھا ہاتھ۔ اور شان و شوکت کو مدنظر رکھیں۔ تو بیشک ایک آدمی جو دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا تصور کرتا ہے۔ وہ ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

رواجی مدرسہ کیلئے تو اسقدر عالیشان عمارتیں بن رہی ہیں۔ کہ ان کی شان بان اجنبی شخص کی نظر کو چکا چوند کر دیتی ہے۔ اور ان عمارتوں کو دیکھ کر شاہی محل یا گورنمنٹ ہاؤس کا گمان گذرتا ہے۔ مگر بیچارے دینیات کے اساتذہ اور تلامذہ کیلئے سر چھپانے کو بھی جگہ نہیں ملتی۔ پھر رواجی مدرسہ کو لیجئے۔ کم از کم ۸-۹ سو روپیہ سالانہ تو کھیلوں کا سامان ہی آجاتا ہے۔ اور طلباء کو کھیلوں میں اسقدر ماہر بلکہ طاق کیا جاتا ہے کہ گویا ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہی پرنس آف ریجنٹ سنگھ کی پارٹی سے میچ ہوا چاہتا ہے مگر برخلاف اس کے اگر ہم دینیات کے لڑکوں کی صحت پر نظر ڈالیں اور ان کے کمرے میں جاکر دیکھیں تو ایکدفعہ سول ڈسپنسری کے ان ڈور پیشنٹ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ افسوس! حالانکہ رواجی مدرسہ کا تعلیم یافتہ محض منشی یا بابو بنیگا اور دینیات کے مدرسہ کا طالبعلم مولوی واعظ وغیرہ تو ہم لوگوں کا یہ فرض کہ ہم مدرسہ دینیات کو اسم بامسمّی بنانیکی کوشش کریں جب تک ہم لوگ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ تن من اور دھن سے اس چاند کو گہن سے نکالنے کی کوشش نہیں کریں گے ؎

فاعتبروا یا اولوا الالباب

KHILAFAT LIBRARY

دنیا کے متعدد بڑے بڑے مذہبوں میں یہ فخر فقط اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کی تمام روحانی و جسمانی ضروریات کا متکفل ہے اس نے پروردگار عالم کی بے انتہا مخلوق کو معتقد بنا کر ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ ان تمام ضروریات پر جو انسانی زندگی میں پیش آسکتی ہیں۔ کافی سے زیادہ غور کرکے ایسے عمدہ اصول قایم کر دیئے ہیں جن کی مثال دوسرے مذہبوں کی کتب مذہبی میں تلاش کرنا تضیعہ اوقات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ہاں اصولوں پر عمل ہونے یا نہ ہونے کا اسلام ذمہ دار نہیں۔ اُسے عمل کرنیوالے خود جانیں اور ان کا کام البتہ اصول کے مشکل اور ناقابل عمل ہونے کی حالت میں اسلام ذمہ دار ہے۔ مگر اسلام نے دوسرے مذہبوں کیطرح اصول قایم کر دینے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالکر پہلے سے یہ دیکھ لیا ہے کہ لوگ اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ Self help اور Self respect کو نہایت اسلام نے ضروری قرار دیا ہے۔ اور دراصل قوموں کی ترقی و تنزل میں ان کو بڑا حصہ ہے۔

Self help کے بغیر انسان اس جہاز کی مانند ہے جو سمندر کی چھاتی پر سوار ہو۔ عین وسط میں پہونچکر طوفان آجائے۔ اور جہاز کے پاس نہ چپو موجود ہو نہ قطب نما۔ لازمی طور پر ایسے وقت میں جہاز کے لیے سوائے تباہی کے کوئی چارہ نہیں ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

وہ لوگ جو دنیا میں دوسرے کی امداد پر ہر کام میں انحصار رکھتے ہیں۔ وہ نظام عالم کی بدترین مخلوق ہیں۔ دنیا کی بہبودی اور فلاح میں ان کا حصہ نہایت کم ہے۔ مگر جہاں کی اور اپنی تباہی بربادی و مفلسی کا یہ لوگ ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ مخلوقات کا یہ ایک ایسا جزو ہیں جنکی ہستی و نیستی برابر ہے

ہر کام کو خود اپنے قوت بازو اور زور عقل سے
کرنیوالے حضرات اعلےٰ اتریں اصحاب ہیں انہیں

دنیا کی بہبودی کی مشین کے ایسے پرزے کہنا بجا ہے جنکے بغیر وہ کل بالکل ٹھیر جائے۔ اسلام کی تیرہ سو سالہ حیات میں آخیر کی ایک دو صدیاں چھوڑ کر مسلمانوں کا تعلق دوسری قسم کے لوگوں سے رہا ہے۔ مگر جس روز سے یہ گروہ انحطاط کی جانب مایل ہوا۔ اُسی روز سے اقبال کی رخصت کی تاریخ کا شمار کرنا چاہیئے۔ ایک مورخ اپنا ایک چشمدید واقعہ لکھتا ہے کہ اپنی سیاحت کے زمانہ میں میں بغداد پہونچکر ایک مسلمان امیر کے ہاں فروکش ہوا۔ چونکہ سردی زیادہ تھی اسلئے میں نے اپنی عجیب سے اپنے خادم کی معرفت کوئلے تاپنے کیواسطے منگوائے امیر کا لڑکا میرے پاس بیٹھا کوئلے تاپ رہا تھا کہ اتفاق سے امیر میرے قیام گاہ میں آیا۔ اور نہ آو دیکھا نہ تاؤ۔ کوڑا اٹھا کر اپنے لڑکے کو مارنا شروع کر دیا۔ میرے استفسار پر اس نے کہا کہ یہ نہایت رذیل بات ہے۔ کہ ہم غیر کی کمائی سے اسطرح فائدہ اٹھائیں۔ اور طفیلیوں کے زمرہ میں داخل ہوں"

آجکل ہم میں اس قسم کے مبارک لوگوں کی کمی ہے۔ اور جسقدر ان کی کمی ہے۔ اسی قدر ہم ادبار کے گڑھے میں سطح زمین سے دور جا پڑے ہیں۔ بھلا خیال تو کیجئے کہ صدیوں کی شاندار زندگی بسر کرنے کے بعد ہم آج کیسی ذلیل گذران کر رہے ہیں۔ کہ بڑے کام تو بجائے خود۔ ہم اشیاء خورد و نوش میں بھی دوسروں کے دست نگر ہیں۔ اگر بنیا دکان پر موجود نہ ہو۔ آپ آٹا۔ نمک یا تیل لے آئیں۔ تو آپ کا چولہا گرم ہے۔ ورنہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے لالہ صاحب کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ مگر اس قدر ہمت کہاں کہ اپنے غریب بیکار بھائیوں کو کم سے کم اللہ کے دیئے ہوئے مال سے ضروری ضروری اشیاء

؎ تب تک ہم کامیابی اور نصرت کا روشن چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے

اشیاء خورد و نوش ہی لیکر دیدیں کہ اس سے وہ بیچارے اپنا پیٹ بھی پالیں۔ اور مشکل کشائی میں بھی حصہ لیں۔ بخیلی کے مذہب میں زر علیہ السلام کی نہایت عزت ہے اور انہیں کنج تنہائی میں دفن کرنیکے علاوہ ان سے کوئی دوسرا کام لینا حرام ہے۔ وائے برحال ما!

آریہ سماج کے نام تک سے مطلقاً بے خبری ہے۔ جو انوں کیطرح پیٹ بھرنے کام ہے ذرا ایک ہندو اور ایک مسلمان کو ۲۰ ۔ ۲۵ کے سٹیج پر لاکر مقابلہ کرکے دیکھو تو زمین و آسمان کا فرق پاؤ۔ ہندوؤں کے خیال میں مسلمان اس قدر حقیر اور ناپاک ہیں کہ شاید کتا بھی ان سے گوئے سبقت نہیں لے جاسکتا! ؎

عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل

.....

کسی ہندو مرد یا عورت کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو۔ تو کیا مجال ہے مسلمان ان کے پاس تک سے ہوکر گذر سکے۔ ابھی "پرے پرے" کی آوازوں سے کان کھا جائیں گے۔ اور اگر کوئی قسمت کا مارا مسلمان سامنے لگ ہی جائے۔ تو مناسب خاطر و مدارات کے بعد چیز کو پھینکدیا جاتا ہے۔ یا کسی خاکروب کے حوالہ کردیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کے ناپاک کپڑے نے ہندوؤں کے پاک کپڑے سے لگ کر اتنا بڑا اثر پیدا کیا۔ کہ مسلمان کی پلیدی کا برقی اثر کپڑے سے گذر کر جسم کے گوشت و پوست کو لے کر ہاتھ تک میں جا ہوا ہے ؎

وائے بر من وائے بر اسلام من

کفر دارد۔ عار از اسلام من

گو ۲۰ ہی میں اس قدر مبالغہ حماقت کی سرحد تک جا پہونچا ہے۔ تاہم اگر یہ ہمارے لئے ایک تادیبی تازیانہ کا کام نہ دے اور غفلت کی نیند سے بیدار نہ کرے تو ہم سے بڑھ کر عبرت پسند اور کون ہو سکتا ہے۔

اللھم انصرنا علی القوم الکفرین۔

(راقم احقر العباد سید محمد ظفر حسین (آزاد) ہوشیار پور)

سوامی صاحب مکتی خانہ سے باہر

ہم نے دنیا میں جو کچھ دیکھا بھالا ہے۔ وہ چند عارضی اشیاء ہیں جو ہمارے حواس خمسہ کے اثرات سے تعبیر ہو سکتے ہیں ہمنے نہ کسی چیز کی حقیقت کو دیکھا ہے۔ نہ اس پر کوئی حسی دلیل قایم کرسکتے ہیں۔ البتہ مجموعہ عوارضات کو دیکھکر یہ گمان ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ ایک چیز اور ہونی چاہیئے۔ جسپر عوارضات قایم ہوسکیں۔

یہی قیاس دینی و دنیوی دونوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے نہ اپنی آنکھوں سے نہ جنت دیکھی ہے نہ مکتی خانہ۔ مگر ہمارے معاملات خیر و شر کا نتیجہ ضرور ملنا چاہیئے۔ پس جو خیر کا نتیجہ ہے وہ جنت یا مکتی خانہ اور جو شر کا نتیجہ ہے وہ نرگ یا عقوبت خانہ ہے

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

صحیفہ فطرت کا ایک سنہری قانون ہے۔ جو شخص اس سے انکار کرتا ہے۔ وہ قانون فطرت سے انکار کرتا ہے۔ نادان لوگ جو کام خلوت میں کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہمنے کیا ہے۔ وہ اسی چار دیواری کے اندر محدود ہے۔ نہ کسی نے اس کو دیکھا ہے اور نہ شہادت دیسکتا ہے۔ مگر جنکو خدا نے زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ کردیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو فعل ہمسے سرزد ہوتا ہے۔ خواہ وہ قصداً یا سہواً پوشیدہ یا علانیہ ہمارے ہر ایک حرکات اور سکنات کا ایک الطف نقشہ ہمارے سب سے قریب تر کے اشیاء پر منقش ہوجاتا ہے۔ جو مٹنے سے نہیں مٹ سکتا۔

جس کو عوام کانشنس اور خواص لوز قلب کہتے ہیں۔ نہایت مجلّے اور شفاف آئینہ ہے جسپر ہمارے ذرہ ذرہ کے حرکات و سکنات کی ایک لطیف تصویر مرتسم ہوجاتی ہے۔ جسکو روح دیکھ دیکھکر یا تو فرط مسرت اور کمال فرحت سے پھولے نہیں سما سکتی۔ یا مارے دہشت اور بے حد خوف سے مضطرب اور پریشان رہتی ہے۔ اسی سچی فلسفی اصول کو آیت فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ کمال فصاحت و بلاغت کیساتھ پیش کرتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

مگر آریوں کی جنت اور دوزخ کچھ اور ہے۔ جسنے اچھا کام کیا وید مقدس کو دستور العمل بنایا وہ "اس موجودہ کل برہم میں قایم ہوکر اس بے انتہا علم والے برہم کے ساتھ مرادوں کو حاصل کرتا ہے یعنی جس جس آنند کی خواہش کرتا ہے۔ اس اس کو پاتا ہے یہی مکتی کہلاتی ہے"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۰ فقرہ ۳۰۴ باب ۹)

غرضیکہ یہ کمبخت خواہش اسکا پیچھا وہاں بھی نہیں چھوڑتی قصہ کوتاہ آریوں کے مکتی خانہ کی کل فلاسفی یا کل کائنات یہیں تک ختم ہوجاتی ہے۔ اور جسنے کوئی کام ایسا نہیں کیا وہ وید کے مطابق ہو تو بعد از موت وہ ہوا۔ انارج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم میں انیشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے اور پھر سلسلہ وار منی میں جاکر حمل میں خایم ہوکر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے۔ اگر کرم عورت کے جسم حاصل کرنے کے لایق ہوں تو عورت کے جسم میں اور اگر مرد کے جسم حاصل کرنے کے لایق ہوں تو مرد کے جنم میں داخل ہوتا ہے۔ اور حمل ٹھیرنے کیوقت عورت اور مرد کے جسم میں بوقت ہمبستری حیض اور منی کے برابر ہونے کیوجہ سے محنت پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح قسم قسم کے جنم اور موت میں جیو اس وقت تک پڑا رہتا ہے جب تک نیک کرم اپاسنا اور گیان کے ذریعہ مکتی نہیں پاتا"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۰ فقرہ ۳۰۴ و ۳۰۵ باب ۹)

جس جس شخص کو ہم بار بار مرتے اور جنم لیتے دیکھتے ہیں تو بقول دیانند ہمکو یقین کرلینا چاہیئے کہ وہ شخص تا ہنوز مکتی کے درجہ تک نہیں پہونچا ہے پنڈت دیانند کے متعلق آریوں نے بہت کچھ لن ترانیاں ہانکیں ایسکو

رشی اور مہارشی کے لقب دیئے گئے۔ اسکی کتاب کو نہ صرف منش گرنتھ بلکہ آرش گرنتھ سمجھے لگے لیکن تمام خوش عقیدگیاں پرلاہ دھرمپال جی نے سرے سے باطل پھیر دیا اور اپنے فروری ۱۹۱۱ء کے رسالہ اندر میں "رشی دیانند کا پنرجنم" کے عنوان سے ذیل کا مضمون شایع کیا ہے۔ "ہمکو سنیاسی مہاتماؤں کو کہتے سنا ہے کہ رشی دیانند نے اپنے وچن انوسار شریر دھارن کر لیا ہے۔ اور وہ کشمیر میں اپتن ہوئے ہیں۔ اور اس وقت ہماچل کے دامن میں ایک سنسان جنگل میں وہ ایک مہایوگی کیشورانند سنیاسی کے پاس پہلے طرح برہمچریہ برت پالن کرنے۔ اور ویدوں کے پٹھن پاٹھن میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ اسوقت تک دو وید پاٹھ کر چکے ہیں۔"

اس مضمون کو دیکھکر ہمکو خوشی بھی ہوئی ہے اور رنج بھی۔ خوشی تو اس لئے کہ ہمارے خیالات کی صداقت پر ایک آریہ کا دستخط ہو چکا۔ کیونکہ ہم لکھ چکے ہتے کہ دیانند جی اپنے تراشیدہ قانون کے بموجب مکتی حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انکی عمر کا کامل حصہ شومت درویہم کی لیکتا اور دعوے خدائی میں صرف ہؤا۔ جسکا خمیازہ انہیں ضرور اٹھانا چاہیئے تھا۔ خواہ وہ پنرجنم کیصورت میں ہوتا یا کسی اور صورت میں۔

اور رنج اس لئے کہ ان کے قبل از وقت جنم لینے نے ان کی مکتی کو اشتباہ میں ڈالدیا۔

جسطرح پہلے جنم میں دیانند جیکے والد برزگوار کا پتہ کسی کو نہ ملسکا۔ اب کے بار بھی وہی مایوسی کا سامنا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس دفعہ دیانند جی کسطرح پیدا ہوئے۔ کیا جسطرح تبت والے پیدا ہوتے ہتے؟ بہرصورت دیانند کی خدمت میں آریہ سماج کیطرف سے ایک ڈیپوٹیشن کا جانا ضروری ہے۔ دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں سوال وجواب کے طور پر لکھا ہے کہ "سوال:۔ اگر جیو مکتی سے بھی لوٹ آتا ہے۔ تو وہ کتنے عرصہ تک مکتی میں رہتا ہے" KHILAFAT LIBRARY

جواب:۔ یہ منڈک اُپ نشد کا قول ہے کہ وہ مکت جیو مکتی پاکر برہم میں آنند کو مہا کلپ کے عرصہ تک بھوگتے ہیں۔ اور پھر مکتی کے سکھہ کو چھوڑ کر دنیا میں آتے ہیں۔ اسکی گنتی اسطرح ہے کہ پینتالیس لاکھہ برس کا ایک چترجگی۔ دو ہزار چترجگیوں کا ایک دن رات۔ ایسے تیس دنرات کا ایک مہینہ۔ ایسے بارہ مہینوں کا ایک برس ایسے سو برسوں کا ایک پرانت (۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰) کال ہوتا ہے۔ اس کو حساب کے قاعدے سے ٹھیک ٹھیک سمجھہ لیجئے۔ اتنا عرصہ مکتی میں سکھہ بھوگنے کا ہے" ستیارتھ پرکاش صہ ۳۱۶ و صہ ۳۱۷ فقرہ ۲۲ باب ۹)"

اب ہم پوچھتے ہیں کہ دیانند کو مرے ہوئے تیس سال بھی تو نہیں ہوئے جو مہا کلپ کی تعداد کے سامنے ہیچ ہیں تو دیانند اگر فی الحقیقت مکتی خانہ میں تھے تو کسطرح واپس آئے۔ اسکا جواب آریوں کے پاس کیا ہے؟

سکھہ صاحبان کا چیلنج اور ڈبل چیلنج منظور...!

ہر خاص و عام کو واضح رہے کہ آج سے سوا سال پہلے ہمارے مرشد و آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس سرہٗ نے نہایت تحقیق کے بعد اپنی کتاب **سرت بچن** میں یہ امر شایع کیا کہ حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمتہ ایک راستباز مسلمان اور خدا کے ولی تھے۔ اس تصنیف بعد حضرت مرزا صاحب مختلف کتب میں اس مضمون پر کچھہ نہ کچھہ ارقام فرماتے رہے۔ عرصہ سال کا ہؤا ہے۔ کہ ہمارے ایک نومسلم دوست شیخ عبدالرحمن صاحب (مہر سنگھہ نومسلم) نے ایک کتاب **باوا نانک صاحب کا چولہ** لکھی یہ کتاب بھی تین سال سے شایع ہے۔ اس کتاب کے بناء پر سکھہ صاحبان کیطرف سے دو چیلنج ایک لاہور۔ اور دوسرا امرتسر سے شایع ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ اہم ہے۔ اور اس میں اصل غرض احقاق حق ہے اور چونکہ اس چیلنج کا جواب نہ کوئی صرف خاص احمدی فرد ہے۔ بلکہ کل احمدی جماعت ہے۔ جنکا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت بابا صاحب مسلمان تھے۔ اسلئے اس چیلنج کی مخاطب کل جماعت احمدیہ ہم سمجھتے ہیں ہم سکھہ صاحبان کیخدمت میں بدریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیتے ہیں کہ ہم آپکا چیلنج تو قبول کرتے ہیں۔ لیکن اس امر کے متعلق تحقیق یا مباحثہ ایسی صورت میں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید نتیجہ بھی پیدا ہو۔ اور امن عامہ میں خلل نہ آوے۔ اور معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہو جاوے۔ سکھہ صاحبان جس مقام اور جس شہر میں مباحثہ کرنا چاہیں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اجازت اس معاملہ میں حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ہم سے مباحثہ کے شرایط طے کرلیں۔ شرایط بالتفصیل تو بروقت طے ہو جاویں گی۔ لیکن ذیل کی شرایط کا ہونا ضروری ہوگا مباحثہ کسی خاص مکان کے اندر ہوگا۔ جس میں فریقین کیطرف سے خاص تعداد کے آدمی شریک ہوں گے۔ اس مکان میں حفظ امن قایم رکھنے کا کافی انتظام ہوگا۔ اور اس کے ذمہ وار سکھہ صاحبان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جسکو ہم یا پبلک ذمہ وار سمجھہ سکے۔ یہ ذمہ سکھہ صاحبان نے اپنے چیلنج میں خود لے لیا ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ خاص وقت فریقین کو دیا جائیگا۔ فریقین کیطرف سے ایک ایک مباحثہ کرنیوالا ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔"

اگر اس اصول پر سکھہ صاحبان کوئی مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم طیار ہیں۔ اور ہم انکا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ ان کے جواب پر ہماری طرف سے چند اصحاب امرتسر میں شرایط طے کرنیکے لئے آسکتے ہیں۔ جواب میں یہ ہونا چاہیئے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

المشتہر محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۱ء

KHILAFAT LIBRARY

آرین دنیا

مکّاری کی تعلیم

رشی اور مہارشی سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے ۱۹۸ - صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جسطرح کچھوا اپنے اعضاء کو چھپا رکھتا ہے - اسی طرح دشمن سے اپنے آپ کو چھپا رکھو۔ جسطرح بگلا تصور باندھے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے - ویسے دشمن کی گھات میں بیٹھے - چیتے کی مانند چھپے - شیر کی مانند حملہ کیے اور دشمن کو دیکھ کر خرگوش کی مانند بھاگ جائے اب بگلے چیتے خرگوش وغیرہ کے لفظ کہلے پڑے ہیں - اس پر حاشیہ چڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر ہم ایک رشی اور مہارشی کے منہ سے ایسی مکاری کی تعلیم سنکر ورطۂ حیرت میں ڈوب رہے ہیں - اب بھلا کوئی غیر مذہب والا آریوں کی دوستی پر کیا بھروسہ کر سکتا ہے - جبکہ ان کے ہادی انہیں بگلے بھگت کی پیروی کیلئے تاکید فرما گئے ہیں۔

لڑکیا اور لڑکے پیدا کرنا ہمارا اپنا اختیار ہے!

رشی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۷ - پر تحریر فرماتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکیاں پیدا کرنا ہمارا اپنا اختیار ہے چنانچہ آپ تجویز اور تدبیر نہایت وثوق سے پیش کرتے ہیں۔ کہ جب عورت کو حیض شروع ہو جائے تو پہر - ۶ - ۸ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۴ - ۱۶ - ان بہم راتوں میں عورت سے ہمبستری کرنے سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں - اور ۷ - ۹ - ۱۵ - ان تین راتوں میں سماگم کرنے سے لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں" ہم نے بہت سے ایسے آریہ دیکھے ہیں - جنکے گھر میں لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں لڑکے نہیں - اور وہ بیچارے لڑکوں کیلئے ترس رہے ہیں - مگر سوامی صاحب کہ یہ منطق ہرگز انکا ساتھ نہیں دیتی۔

آریہ دہرم میں مکتی کا ملنا محال بلکہ قطعی ناممکن ہے!

سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آریوں کو پانی کپڑے سے چھان کر پینا چاہیئے - کیونکہ ایسا نہ ہو کوئی کیڑا اندر چلا جائے - اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے تاکہ کوئی کیڑا پتنگا پاؤں کے نیچے آکر نہ مر جائے" اب سوال یہ ہے کہ اس وقت کسقدر ایسے دھارمک آریہ ہیں جو پانی کو چھان چھان کر پیتے ہیں - اور چلتے وقت پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں - مگر سوامی جیکو یہ کیا معلوم تہا کہ ایک قطرہ آب میں ہزاروں کیڑے ہوتے ہیں - اور خواہ انسان کتنی ہی اور کیسی ہی کیوں نہ احتیاط کرے پھر بھی پاؤں کے نیچے آکر کوئی نہ کوئی کیڑا مر جاتا ہے اور پھر جب ایک قطرہ پانی میں ہزاروں کیڑے ہیں تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے - مگر آریہ سماج کا ایشور ایسا رحیم کریم ہے کہ وہ کسی کا گناہ ہرگز ہرگز نہیں بخش سکتا - جیساکہ پنڈت لیکھرام کلیات آریہ مسافر کے ۵۴ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر ایک کرم (عمل) کا پھل ضرور ملیگا - خواہ وہ بھولکر ہو - یا دیدہ دانستہ - دریں صورت مکتی کہاں - اور جس دہرم میں مکتی نہیں - اُسے حاصل کرنیسے کیا فائدہ؟

؟؟؟

آریوں کے ردّی سے ردی پرچہ کو بھی اُٹھاکر دیکھ لو - کوئی ایسا پرچہ نہیں ہوگا - جسکی اشاعت ہزار سے کم ہو مگر برخلاف اس کے مسلم اخبار خواہ کتنی محنت شاقہ اور دماغ سوزی سے مرتب کئے جائیں - مگر مشکل سے ہزار تک نوبت پہونچتی ہے - خود کہنا ٹھیک نہیں ہوتا - نور جس محنت شاقہ اور دماغ سوزی سے ایڈٹ کیا جاتا ہے دشمن دوست اس بات کو مان گئے ہیں کہ مذہبی پرچوں میں "نور" ایک خاص درجہ رکھتا ہے بفضل خدا تعالےٰ نور ہی کو یہ فخر حاصل ہے - کہ اس کے آرین کے متعلق مضامین کو سکھوں نے اپنے اخبار میں جگہ دی - اور سکھوں کے متعلق مضامین کو آریوں نے اپنی اخبار میں لیا - مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ نور کی اشاعت ایک حد تک پہونچکر بالکل رک گئی ہے - ہمارے بار بار کے کہنے سے صرف ۵۶ - احباب اکرام نے اپنا فرض ادا کیا ہے - اور باقی ۷۴۴ - احباب پر یہ فرض الٰہی تک جوں کا دوں ہی ہے - دوستو

آرین اخبارات کی چار چار پانچ پانچ ہزار اشاعت کو دیکھکر بھی کیا رگ حمیت جوش میں نہیں آتی کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہمسایہ قوموں کے اخباروں کی اشاعت تو ہزاروں تک ہو - مگر آپ کے پیارے نور کی اشاعت ایک خاص دائرہ تک ہی محدود رہے - پیارو ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل ہے - کون ایسا انسان ہے جسکے ایک یا دو دوست نہ ہوں؟ اور ان سے نور کی خریداری کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کریں؟ صرف سستی ہے - پیارو اگر آپ چاہتے ہو کہ آپکا پیارا نور تاریک سے تاریک کوٹھڑیوں میں بھی اپنی روشنی پہونچا سکے تو اس کا ایک ہی علاج ہے - کہ آپ اس کی اشاعت میں مدد دیں - اگر نور کا ہر ایک خریدار ایک یا دو خریدار پیدا کر دے تو "نور" نوشۂ علیٰ نور ہو کر اپنی کرنوں سے اندھیرا گھپ گھر میں بھٹکتی ہوئی ارواح کو منور کر سکتا ہے - یہ ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا بھی کچھ مشکل ہے ہمت مرداں مدد خدا

جزاک اللہ احسن الجزاء

میں انجمن احمدیہ پشاور کا تہ دل مشکور ہوں جنہوں نے ازراہ اشاعت اسلام آریہ دہرم کے فوٹو کی بیکل پیالی فروخت فرما کر آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کیں اللہ تعالےٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے بیشک اسوقت ہم لوگوں کیلئے ناصرف واجب بلکہ ہمارا یہ فرض اولے ہے کہ ہم لوگ آریہ صاحبان کو انکی مذہبی اور دہرم کا اصلی فوٹو ان کے سامنے پیش کریں تاکہ وے دیکھ لیں کہ وہ کس روپ میں ہیں - اور روحانیت کا اعلےٰ گراؤنڈ اور ارٹ رتن حاصل کرنے کیلئے انکا موجودہ دہرم کہانتک انکا ساتھ دینے کیلئے تیار ہے مگر یہ کام ہر ایک جماعت کا اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے - سو الحمد للہ کہ بالفرض شناخت کورٹ معزز انجمن نے سب سے پہلے اسکیطرف پیش قدمی کی ہے اور ہمیں قوی امید ہے کہ دیگر انجمن اور بزرگان ملت بھی جلد تر اپنے فرض کی ادائیگی

KHILAFAT LIBRARY

کیا وید الہامی ہیں؟

نمبر (۱)

ہو سکتا ہے۔ کہ کبھی وید واقعی ایشوریہ گیان اور الہام کے پوتر اور پاکیزہ اور مطہر اثر کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ مگر وید کی موجودہ تعلیم اور اسکی موجودہ حقیقت اور اصلیت جو ویدوں کے بڑے بڑے علامۂ بے بدل پنڈتوں اور ماہیو پادھیوں کیطرف سے ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ تو اس کو دیکھکر ہم مجبوراً اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ کم از کم یہ وید جسکی تعلیم ہمارے سامنے پیش کیجاتی ہے۔ یہ تو ہرگز ہرگز الہامی نہیں ہو سکتے۔ بنا بریں ہم مجبور ہوئے ہیں کہ اسکے متعلق ایک لمبا اور مبسوط آرٹیکل لکھا جاوے جس سے نہایت محققانہ طور سے وید کے ہر ایک پہلو پر بحث کیجاوے۔

سو آج خدا کا نام لیکر ہم اسکا پہلا نمبر نذر ناظرین کرتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ نور کے ناظرین نہایت غور سے اس سلسلہ مضمون کو پڑھینگے۔

وید کی وجہ تسمیہ

ویدوں کے بڑے بڑے فلاسفر علماء اور فضلاء کے نزدیک وید معنے "علم" اور "جاننے" اور "سمجھنے" کے معنوں میں آتے ہیں۔ ہندوؤں کی قدیمی مذہبی کتابوں میں وِدا اور وِدیا یعنی علم کا لفظ یہ دونوں مترادف الفاظ سمجھے گئے ہیں جیسے "رگ وید" رکھان کی ودّیا۔ "یجر وید" یگوں کی ودّیا۔ "سام وید" گیتوں کی ودّیا۔ اسی طرح سرپ وید۔ پساچ وید۔ پران وید۔ اتھاس وید (تاریخ) ودّیا) اسر وید۔ علم طب وغیرہ وغیرہ شوستھا کے ۳۰ شلوک میں درج ہے کہ پنڈت لوگ وید کو وید نہیں کہتے۔ اور "وید" ہے بھی نہیں۔ مگر "علم" اور جاننے اور "معلوم" کرنیکے ذریعہ اور وساطت کو وید کہا ہے۔ مثلاً اگر ہم کوئی کتاب کے ذریعہ اچھی طرح گانا آسکتا ہے۔ تو ہم اُسے شام وید کہہ سکتے ہیں۔ اگر کسی کتاب کے ذریعہ سے ہمیں حکمت اور علم طب آسکتا ہو تو ہم اُسے ایر وید کہہ سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہ ہمارا اپنا ذاتی عقیدہ یا خیال نہیں بلکہ قدیمی رشی اور مہارشی پنڈت اور کوی وغیرہ بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں مثال کیلئے ملاحظہ ہو اشٹ دسویں کہت منڈک دوتیہ کھنڈ دوتیہ صفحہ ۳۴ پنا ترے تریہ ۱۱۔ انوواک ۴۴ پن چھندوگیا کھنڈ دسم صفحہ ۱۱۰۔ دوتریہ برہمن چترتھ برہمن صفحہ ۲۱۰۔ اوپن کھد صفحہ ۲۱۱۔ وغیرہ وغیرہ مگر آجکل عام ہندو لوگ ویدوں سے مذہبی کتابیں مراد لیتے ہیں۔ مگر ویدوں کے متعلق ایک طرف تو ان گیانی اور ودوان پنڈتوں کی رائے ہے جو باقاعدہ اور بے تکلف ویدوں کو پڑھ سکتے تھے اور نیز انکی روزمرہ کی بولی بھی سنسکرت ہی تھی۔ وہ ویدوں کو علم جاننے کے معنوں میں لیتے ہیں۔ مگر آجکل وہ آریہ یا ہندو جو سنسکرت کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے۔ "وہ دیکھا نہ بھالا۔ صدقے گئی خالہ" کی مشہور ضرب المثل پر عامل ہو کر ویدوں کو مذہبی پستکیں سمجھنے لگ گئے۔ اور پھر اس کے علاوہ ویدوں کے برہمن بھاگ میں جگہ بجگہ یہ فقرہ آتا ہے۔ "یائے دم ویدیا" مطلب:۔ جو اسکو جانتا ہے" اس سے بھی ویدوں کے لفظ کی تشریح ہو سکتی ہے مگر آجکل کے ہندو لوگ جو گرنتھ بدھ مذہب سے پہلے تیار ہوئے ہیں انہیں بڑی خوشی سے ویدوں اور دھارمک پستکوں کا پسندیدہ خطاب دینے کیلئے تیار ہیں۔ مگر بعد کی پستکوں کیلئے ایسی دریادلی کا اظہار کرنیکے لئے تیار نہیں۔

ویدا اور ویدوں کے عقیدتمند

ہندو لوگ اپنی مذہبی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں "شرتی" اور "سمرتی"۔ شرتی تو وہ ہے جو ایشور بانی یا الہامی سمجھی جاتی ہے۔ اور سمرتی وہ ہے جو انسانوں کے اقوال ہیں بقول ویدوں کے عقیدتمند وں کے وید تو شرتی ہیں۔ اور منو اور پران وغیرہ وغیرہ سمرتی۔ وید ایشور بانی سمجھے جانے پر انکی تمام مذہبی پستکوں سے برتر اور بالا سمجھے جاتے ہیں۔ پروفیسر میکس مولر صاحب اس پر لکھتے ہیں۔ کہ ہندو شاستر کاروں کے یقین موجب وید کا ایک لفظ بھی انسانی ساخت نہیں تمام وید ایک یا دوسری وجہ کو مدنظر رکھکر ایشور کا کلام ہے۔ اور وہ رشی جنپر اکاش مانی ہوئی تھی۔ یا جسکے ذریعہ یہ وید دنیا کے سامنے آئے۔ وہ رشی معمولی انسانوں کیطرح نہ تھے۔ بلکہ ان میں دیگروں کی نسبت خاص قسم کی قابلیت اور برتری تھی۔ اور اس وجہ سے وہ ویدوں کے سمجھنے میں کم غلطی کھا سکتے تھے۔ مطلب یہ کہ:۔ ہندوؤں نے ویدوں کی تصنیف اور ان کے یقین میں انسانی تصرف کی بو باس بھی نہیں رہنے دی۔ ہندوؤں کا یقین ہے کہ وید ہمیشہ سے ایشور کے دل میں رہے ہیں۔ بدیں سبب ہر ایک تاریخی بات اور تاریخی امور جنسے وید بھرا پڑا ہے۔ آجکل بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے ان ویدوں سے ایسے امورات کو اڑانے کی کوشش ہو رہی ہے جیسا کہ رشی دیانند نے ویدوں کے ہر ایک ایسے منتر جسجگہ لڑائی وغیرہ کیلئے ہوا آگ وغیرہ کی پوجا کی گئی تھی اس سے توحید ظاہر کرنی شروع کر دی۔ اور جسجگہ اسلحہ چلانے اور ان کے بنانیکا بیان تھا وہاں سائنس وِدیا کو گھسیڑ دیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہمارے نئی تعلیم یافتہ لوگوں کی عقلیں بجائے ایسی منگھڑنت تحویلوں کے کسی مفید کام پر خرچ ہوتیں! +

ویدوں سے لاعلمی

خواہ آریہ دوست ویدوں کو ست ودّیا کا بھنڈار اور مذہبی کتب مانتے ہیں مگر بہت ہی کم بلکہ شاذ و نادر لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ ان میں کیا کچھ بھرا پڑا ہے۔ ملک یورپ میں پہلے سے پہلے ویدوں کے کوئی گنتی کے نسخے ہندوستان سے جاتے تھے۔ میور صاحب کا قول ہے "اگر وید کے رشی پھر دوبارہ جنم لیں۔ اور اسی طرح جیسا کہ ویدوں کی تصنیف کیوقت بود و باش رکھتے تھے اسی طرح اب بھی اپنی بود و باش اور رہن سہن اختیار کریں تو ہندوستان کے موجودہ آریہ انہیں بلیچھ اور ناپاک جانکر دور سے ہی ناک بھوئیں چڑھاتے ہوئے دوڑ جائیں

ضرورت اسلام

از روے

KHILAFAT LIBRARY

مسلمات آریہ سماج

نمبر ۹

اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے ادھار کے لئے بھیجا۔ اللہ تعالےٰ نے بابا نانک جی کو کہا کہ تین سپارے قرآن شریف کے ہیں۔ اور چار کوٹ ورتائیے۔ اور ایک ہی نام کی مہما کرو اور دوسرا میرا کوئی شریک نہیں۔ سو یہ حکم نانک درویش کو آیا ہے کہ تو جگت میں جا کر اسدا ڈھنڈورا پھیر جو کوئی حق اور راستی پر کھلو ویگا سوئی پاک ہو ویگا۔ (بہائی بالا والی جنم ساکھی صفحہ ۱۳۴) اسی الہام کی بنا پر آپنے جا بجا چلّے کئے۔ حج کیلئے گئے۔ اور تمام عقاید اسلام کی پابندی اختیار کی۔ اور آپ سے کئی کرامتیں ظہور میں آئیں بابا صاحب ایک برگزیدہ انسان تھے اور ہندو قوم کیلئے خدا کی حجت تھے۔ جو شخص آپ کے تبرکات ڈیرہ بابا نانک میں اور گورو ہرسہائے کے گاؤں میں جا کر دیکھے۔ تو اس پر یہ بات عیان ہو جائیگی۔ کہ بابا صاحب اسلام پر کہاں تک فدا تھے۔ مگر افسوس کہ ہندو قوم نے بابا صاحب کی پاک تعلیم سے کچھ بھی فایدہ نہ اوٹھایا بلکہ پنڈتوں نے ان کو بہت دکھ دیا۔ بہر حال بابا صاحب اس بات کو ثابت کر گئے۔ کہ خدا کی وحی اور اسکا الہام کبھی منقطع نہیں ہوتا اور اسبات کی شہادت دیگیا کہ اسلام کی دشمنی نور کی دشمنی ہے۔"

ہم وید کو اس بات سے منزّہ سمجھتے ہیں کہ اس نے کبھی ایسی تعلیم شایع کی ہو۔ کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ الٰہیور کی پاک ذات پر بخل اور پکشپات کا داغ لگاتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی الہامی کتاب پر ایک زمانہ دراز گذر جاتا ہے کہ اس کے پیرو کچھ تو بباعث نادانی کے اور کچھ بباعث اغراض نفسانی کے سہواً یا عمداً اس کتاب پر اپنی طرف سے حاشئے چڑھا دیتے ہیں۔ اور چونکہ حاشیہ چڑھانیوالے متفرق خیالات کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ایک مذہب سے صدہا مذہب پیدا ہو جاتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں دیانند نے ویدوں کی معرفت سے حل کرنیکا بیڑا اوٹھایا۔ مگر اس ایک یا دوسری وجہ سے ویدوں کے ذمہ ایسے ایسے خلاف عقل و نقل مسئلے لگائے جو قطعی طور سے خلاف عقل ہیں۔ مثلاً یہ کہ آریہ خاندانوں اور آریہ ورت تک ہی الہام الٰہی کا سلسلہ محدود رہا اور ہمیشہ وید کو سنسکرت ہی الہام الٰہی کیلئے خاص رہی جو ایشوری زبان ہے۔ جس غلط خیال نے دنیا کو سخت دھوکہ اور نقصان پہونچایا اور دنیا میں بڑھتے ہوئے باہمی کینوں اور بغضوں کا ہی بیج تھا۔ اس کے خلاف ہمارا عقیدہ ایسا عقل اور نقل کے مطابق ہے یعنے یہ کہ جسقدر دنیا میں مختلف قومیں ہیں۔ ان سب کے لئے خدا کیطرف سے ہادی آئے۔ خدا کی ہدایت کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں رہی۔ اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کیطرف سے مانتے ہیں۔ اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقہ کو خدا پرست نہیں بنا سکی اور نہ بنا سکتی ہے۔ اور جو لوگ اس ملک میں بت پرست یا آتش پرست یا آفتاب پرست یا گنگا پرست۔ یا ہزارہا دیوتاؤں کے پوجاری یا شاکت مت وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وہ تمام لوگ اپنے مذاہب کو وید ہی کیطرف منسوب کرتے ہیں اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اُسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکالتے ہیں۔ تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے۔ کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے۔ انسان کے افترا میں یہ تو قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور پھر ایک دایمی سلسلہ قایم کر دے۔ اور اگر ہم وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہیں پڑھتے لیکن بلاشبہ اگنی وایو۔ چندر اور سورج وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا پڑا ہے۔ اور کسی شرتی میں ان چیزوں کی پرستش کیلئے ممانعت نہیں۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ دوسرے تمام قدیم فرقے ہندوؤں کے جھوٹے ہیں اور صرف نیا فرقہ دیانندی سچا۔ اور جو لوگ وید کے حوالہ سے ان اشیاء کی پوجا کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں یہ پختہ دلیل ہے کہ ان اشیاء کی پرستش کا وید میں صریح ذکر ہے اور ممانعت کہیں بھی نہیں۔ اور یہ کہدینا کہ یہ سب پرمیشور کے نام ہیں۔ ہنوز یہ ایک دعوےٰ ہے کہ جو ابھی صفائی سے طے نہیں ہوا۔ اور اگر طے ہو جاتا تو کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں بڑے بڑے پنڈت اسے تسلیم نہ کرتے۔ ایسا ہی جو یوگ کی تعلیم وید کیطرف منسوب کیجاتی ہے یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی۔ لیکن جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید ہی کی تعلیم ہے۔ بلکہ ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مایل کرتی ہے۔ کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کیطرف منسوب کیگئی ہیں۔ اور چونکہ وید پر ہزارہا برس گذر گئے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ مختلف زمانوں میں بعض وید کے بھاشیہ کاروں نے کئی قسم کی کمی بیشی کی ہوگی ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی گروڑ آدمی برسوں سے اسے کلام الٰہی مانتے چلے آئے ہیں۔ اور ممکن نہیں یہ عزت غیر کے کلام کو نصیب ہو سکے جو مفتری کا کلام ہو۔ اور پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا کو وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اسکی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشیہ کاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں۔ تو پھر قرآن شریف پر جو سرتاپا وحدانیت سے بھرا پڑا ہے۔ کیوں وحشیانہ حملے کئے جاتے ہیں۔ اور ہم سے کیوں وہ معاملہ نہیں

(باقی آئندہ ہفتہ)

درخواست دعا۔ میرا بچہ فضل الٰہی دانتوں وغیرہ کی تکالیف کے باعث بہت کمزور و نحیف ہو گیا ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ بچہ کی صحت و درازی

KHILAFAT LIBRARY

کیا جاتا جو ہم اُن سے کرتے ہیں۔ اور کیوں دشمنی کا تخم بویا اور بڑھایا جاتا ہے۔

ویدکی نسبت اپنا عقیدہ بیان کرکے اب ہم ایڈیٹر پرکاش کے مضمون کی کچھ تنقید کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ اس کی غلط فہمی رفع ہو جاوے

ایڈیٹر پرکاش کے دعاوی کی پڑتال

ہم وید کی توحید اور اس کے بارہ میں جو ہمارا عقیدہ ہے صریح طور پر بیان کر چکے ہیں۔ اور جس طریقے سے وید کے پیرو کثرت سے بت پرست بن گئے۔ اسکی وجہ بھی ظاہر کر چکے ہیں کہ ویدنے ایشور کے نام عناصر کے نام پر بیان کئے ہیں۔ مثلاً اگنی۔ وایو۔ سوریہ۔ چندرما وغیرہ اور جب سنسکرت کا علم ہند سے اٹھ گیا۔ تو لوگوں نے ان چیزوں کی ہی پرستش شروع کر دی اگر وید کی تعلیم جامع اور کل دنیا کیلئے ہوتی تو وہ ایسی مشتبہ تعلیم پیش نہ کرتی۔ جس سے لوگ ذرا سی غلطی سے مخلوق پرست ہو جاتے مگر چونکہ وید ایک خاص قوم کی ابتدائی حالت کی اصلاح کیلئے آئے تھے۔ اسلئے اس نے معمولی دنیاوی اشیاء کی امثال سے اس قوم کی اصلاح کی جیسے بچوں کو علم و ہنر سکھلانیکے پہلے مصنوعی کھلونے دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس قوم کی ابتدائی حالت میں دنیاوی اشیاء سے نسبت دیکر ایک اعلےٰ ہستی کیطرف اشارہ کیا گیا۔ جو بعد میں غلط فہمی سے عناصر ہستی کی شکل اختیار کر گئی۔ اس لئے وید کا ایسے نام خدا تعالےٰ کے اختیار کرنا ہی اسکے نقص کی دلیل ہے۔ باقی رہا۔ ان وید منتروں کی پڑتال جو لالہ صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ جبتک کہ آپ منتروں کا لفظی ترجمہ دنیا کے روبرو پیش نہ کریں جسپر منتقدین اہل وید کا اتفاق ہو۔ خود تراشیدہ اور کھینچ تان کردہ ترجمہ کو کبھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ایڈیٹر صاحب نے بڑے فخر سے میکس مولر وغیرہ کی رائے آریہ ورت کے منبع علوم ہونے کے بارے میں پیش کی ہے مگر وہ ہمارے مذکورۂ دعاوی کے ہرگز خلاف نہیں کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا کا کوئی ملک حقیقی علم الٰہی سے خالی نہیں رہا اگر یورپین لوگوں کی راؤں پر ہی وید اور ویدوں کی سچائی مبنی ہے تو یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ لوگ اپنا مطلب سدھ کرنیکے لئے کبھی کسی کی تعریف کر دیتے ہیں اور موقعہ پر ڈنگ چلا جاتے ہیں۔ اگر وہ وید کو ایسا ہی سچا جانتے جیسا کہ وہ کئی جگہ بیان کرتے ہیں تو ویدک مذہب کو قبول کرنے میں ان کو کونسی روک ہے۔ الکا وید مذہب کو قبول نہ کرنا ہی ان کے ضمیر پر روشنی ڈالتا ہے۔

اسی میکس مولر کا قرآن شریف کی نسبت جو خیال ہے وہ بھی ملاحظہ کریں۔ چنانچہ لائف آف محمد دیباچہ صفحہ ۲۱ پر لکھتا ہے کہ جہانتک ہمارے معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن شریف) کیطرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہے۔ فرمایئے اب وید کا درجہ کہاں گیا۔

لالہ صاحب نے اریہ ورت کی تعریف میں دو چار یورپین لوگوں کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر ہم ان کی اس بارہ میں تسلی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعریف اس سے کئی درجہ بڑھ کر یورپین لوگوں نے کی ہے۔ ذرا مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ کیجئے:۔

دین اسلام یورپین نظر سے!!!

(۱) پروفیسر سدلیو جو علم تاریخ کا ملک فرانس میں بڑا مدرس اپنی کتاب ہسٹری آف اسلام" میں لکھتا ہے کہ "قوم عرب بیشک ہماری یعنی یورپ کی استاد ہے۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا انہوں نے وہ سامان مہیا کئے جنسے ہماری تاریخیں بنیں۔ اور انہوں نے ہی حالات سفر کو قلمبند کرنا شروع کیا۔ اور صناعی اور دستکاری میں اسمرتبہ کمال کو پہونچے۔ جسکی انتہا نہیں اور جہانتک ہم کو معلوم ہے وہ گویا ایک شمہ عرب کی اس اصلی فضیلت کا ہے۔ جو آجتک ہم کو معلوم بھی نہیں ہوئی۔ مگر بہرکیف عرب کی قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہے۔ اور جن کمالات کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ اور لوگوں کی ایجاد ہوں گے۔ سو اب ہم کو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا چلا جاتا ہے۔ کہ اصل میں سب کے موجد عرب ہی ہیں۔ یہ مورخ اپنی تائید میں "سکندر ہملٹ" جرمنی کا یہ قول نقل کرتا ہے کہ عرب کی قوموں کو خدا تعالےٰ نے اسلئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم اور فنون اور اسباب تمدن کو ان مختلف قوموں تک جو فرات کے کنارے سے ہسپانیہ کی وادی کبیر تک پھیل رہی ہیں۔ ان تمام اقوام نے جملہ کمالات اسی قوم عرب سے حاصل کئے تھے اور رومانیا کی قوم نے باب تمدن میں جو کچھ حاصل کیا یا جو کچھ حاصل کیا یا جو کچھ اس کو آیا وہ عرب ہی کے فتوحات کے زمانہ طویل کے بعد آیا اور عرب ہی سے انہوں نے سیکھا۔ عرب جہاں جاتے تھے۔ اپنے طریق تمدن کو گویا ساتھ لیجاتے تھے۔ اور جہاں وہ قیام کرتے تھے وہاں انکا طریق تمدن پھیل جاتا تھا۔ ان کی عادت تھی کہ جس ملک میں وہ گئے وہاں انہوں نے اپنی زبان اور اپنے علوم اور اپنا دین اور اپنے اخلاق مہذب کو شایع کرنا شروع کیا۔ الخ۔

معذرت پچھلے ہفتہ عاجز ایڈیٹر بیمار رہا ہے، بدیں وجہ پرچہ دیری سے شایع ہوا امید ہے کہ آپ معاف فرما دیں گے۔

اطلاع جن دوستوں کے پاس نمونہ پہنچا وہ پسند یدگی یا عدم پسند یدگی سے مطلع فرماویں ورنہ تیسرے پرچہ دی پی ہوگا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہمارے معزز بھائی چودھری غلام احمد صاحب اسسٹنٹ کمشنر ڈاکخانہ نجات نولائی کی اہلیہ نے ۱۴ جون کو سفر آخرت اختیار کیا یہ صدمہ ہمارے بھائی کیلئے صدمہ عظیم ہے مگر ہم مسلمانوں کیلئے جنکا بھروسہ اولیٰ

یہ اخبار ہر جمعہ کو قادیان شریف سے شائع ہوتا ہے۔ اخبار کے متعلق خط و کتابت کا پتہ ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور ہے۔ اخبار کی قیمت ۲ روپیہ سالانہ ہے۔ اشتہار کی شرح ۱ روپیہ فی انچ ہے۔ اخبار کی قیمت اور اشتہار کی شرح پیشگی ہے۔ اخبار کی قیمت اور اشتہار کی شرح پیشگی ہے۔

مفت ! مفت !! مفت !!!

سوا لحمری حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

یہ اس دلی کی سوا لحمری ہے، جسنے ایسے ہندو کارہ کے زمانہ میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ کل ہندوستان پر سیدینی کے گھٹاٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوکر ان کے عقاید باطلہ کا کنڈن کرکے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا نعرہ بلند کیا یہ کتاب قطعی تحقیقانہ اور مؤرخانہ پیرائے میں لکھی گئی ہے قیمت صرف ۸ر ایک درجن کے خریدار سے صرف ۱۰ر یعنے فی کاپی ۱ر جو خریدار نور کے دو خریدار پیدا کرے ان کو یہ مفت دیجائیگی ۔

ملنے کا پتہ ۔ مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ موتیا چنبیلی حنا حربا ندی گل وغیرہ فیتولہ ۸ سے لیکر صہ تک اور تیل بالوں کا چنبیلی ۔ حنا وغیرہ فی سیر ۸ سے لیکر صہ روپیہ تک اور عرق گلاب کیوڑہ وغیرہ فی سیر ۔ ۸ ایکر للہ ۱ روپیہ تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں ۔ گلقند ۔ قوام تمباکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات از روئے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے ۔ جو صاحب طلب فرماویں معہ ام پورا پتہ خوش خط بنام کارخانہ ارسال فرماویں اجازت دینے یا بینگی قیمت حسب صوابدید ریلوے پارسل کے لئے تو کچھ نقد ضرور آنا چاہیئے ۔

المشتہر کارخانہ راحت روح عطریات قنوج
محمد عبداللہ و سعد اللہ احمدی سہل سکتہ ہے

سومنگلا

ایک مذہبی دلچسپ پر لطف ناول عرب میں رد تناسخ اور تناسخ کی نحوست تناسخ کے خوفناک سے خوفناک برائیاں ۔ تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتایج کو نہایت اعلےٰ کمال اور دلسوز پیرایہ میں لکھا گیا ہے قیمت ۱۲ر

ملنے کا پتہ ۔ مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی گولیاں

حلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ ۔ دو ۔ ۴ دن میں کو دست صاف ہوگا ۔ پیٹ میں گرمی دمڑوڑ کچھ نہیں ہوگی حسب معمول بنائے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۔ سولہ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں ۔ یہ گولیاں کل میں جتنی ہیر مقدار اور دنوں میں گولیاں برابر ۔ ہر عمالدار اور ایک روپیہ رکھنی چاہیئے ۔ ممبئی سولہ گولیوں کا ایک روپیہ ۵ ایکسے زیادہ روپیہ تک محصول ڈاک ایک آنہ ۔

درد سر اور ریاجی درد کی دوا

ریاجی درد بخط جما ہو جاتا ہے ۔ دوا بخط میں اسکو مالی کر دیتا ہے درد دریاح جیسے میں جھکا تیک رگوں میں گھر کر اس کن کنی سے جو کیں چھٹ ہو تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے ۔ درد سر یعنے سر کے تمام سر میں کسی وجہ سے ہو درد ہو خواہ ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے ۔ قیمت فی شیشی (جس میں سکھوں کا ایک شیشہ) محصول ڈاک ایک آنہ چھ روپیہ تک

KHILAFAT LIBRARY

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی دوائیاں

اصلی عرق گاؤزبان

گرمی کا موسم آیا ۔ ہر جان جان ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے ۔ اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی عرق گاؤزبان ہے یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے ۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور سلی کیلے اکسیر کا اثر رکھتی ہے ۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی چار آنہ محصول ڈاک چار رنگ ۵ر

عرق پودینہ

دریائی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بڑا کر رنگ تتی کے رنگ کا سا ہے ۔ اجدو بھی ناری ریحنوں کی سی آتی ہے ۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دواؤں تیار کیا ہے ۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ پھولنا ڈکار آنا پیٹ میں درد ۔ بدہضمی متلی اشتہا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے ۔

قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۸ر)
محصول ڈاک پانچ آنہ (۵ر)

اصلی ممیرا اور ممیرا یکا سرمہ دست سلاجیت

اصلی ممیرا اور ممیرا یکا سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے مطابق طیار کیا گیا ہے یہ اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق فرمائی اس میں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا ۔ کہ برائے امراض چشم لبیار مفید است ۔"

اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی لاکھہ افراد کا امام جو حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے ۔ یہ سرمہ دہنڈ ۔ جالا ۔ پھولا ۔ اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ ۱۰ قسم دوم عہ ۔ قسم سوم عہ اصلی ممیرا فیتولہ ۱۰ قسم چھ روپیہ

سست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے)

مقوی جمیع اعضاء نافعہ صرع ۔ مشہی طعام ۔ قاطع بلغم و ریاح ۔ دافع بواسیر اور جذام اور استسقا و زردی رنگ دتنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم ۔ و قاتل کرم شکم ۔ مقت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و یبوست و در مفاصل وغیرہ وغیرہ امراض کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ بخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال کریں ۔"

فی تولہ ۱۲

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں ۔ مشہدی ۔ پشاوری ۔ اور بادامی سیاہ اور سفید باشی ریشمی ۔ سوتی ۔ لٹری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم اور قیمت کی ملتی ہیں ۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر و تاجر قادیان ضلع گورداسپور